احمدیت کو غالب کرنے کا فیصلہ آسمانوں پر ہو چکا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍اگست ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ (البقرۃ: ۴) اپنے ایمانوں کو پختہ کرو ایمانوں کو پختہ کرو کہ اس کے بغیر تم اور میں ان بشارتوں کے وارث نہیں بن سکتے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں دی ہیں۔

اس موضوع پر میں پہلے بھی ۲ یا ۳ خطبات میں ایمان کے مختلف پہلو بیان کر چکا ہوں میں نے بتایا تھا کہ ایمان کا لفظ قرآن کریم میں دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک تو اس معنے میں کہ لفظ ایمان استعمال کیا جاتا ہے اور یہ نہیں بتایا جاتا کہ کس چیز پر ایمان؟ اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایمان کے جس قدر تقاضے قرآن کریم میں اور ان کی جس قدر تفاسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کی ہیں ان تمام تقاضوں کو پورا کرو۔ کبھی قرآن کریم نے ایمان کے ساتھ ان تقاضوں کا بھی ذکر فرمایا ہے مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ کے رُسل پر ایمان لاؤ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو پہلی کتب بھجوائی جا چکی ہیں ان پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کامل کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوئی ہے اس پر ایمان لاؤ۔

بعض جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوم آخرت پر ایمان لاؤ، آخرت پر ایمان لاؤ، غیب پر ایمان لاؤ۔غرض بہت سی جگہوں پر ایمان کے تقاضوں کو ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے اور بعض جگہ صرف ایمان یا اس کے مشتقات میں سے کوئی مشتق استعمال ہوتا ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ تمام تقاضوں کو پورا کرو مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا ہے اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ (اٰل عمران:۱۴۰) کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکتی تم ہی دنیا کی سب طاقتوں پر غالب آؤ گے۔ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔(اٰل عمران:۱۴۰) اگر تم حقیقی معنے میں مومن ہوگے۔ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوگے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ مومن باللہ یا مؤمن بالغیب یا مؤمن بالرُسل وغیرہ وغیرہ مختلف تقاضے ہیں محض مؤمن کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ایمان باللہ کے متعلق قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی معرفت پالیتا ہے وہی حقیقی معنے میں مسلم کہلاسکتا ہے اور وہی تمام بشارتوں کا وارث بنتا ہے۔

اس ایمان باللہ کی دراصل آگے مختلف شاخیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے وجود کو اللہ کی شکل میں جن صفات کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اپنے آپ کو جن کمیوں اور عیبوں اور نقائص اور عیوب سے منزّہ ہونے کی صورت میں پیش کیا ہے اسکو سمجھنا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو دنیا کا پیدا کرنے والا اور دنیا کو زندگی دینے والا اور دنیا کو زندہ رکھنے والا اور دنیا کو سنبھالنے والا اور دنیا کے دکھ دور کرنے والا وغیرہ وغیرہ نہ سمجھنا، یہ ایمان باللہ کی ساری تفاصیل ہیں۔اس شکل میں ایمان لانا یہی دراصل اسلام کی جان اور ہماری زندگیوں کی روح ہے اس معرفت کے بغیر دراصل زندگی زندگی نہیں۔

بہرحال کچھ مختصر روشنی میں نے پچھلے خطبے میں ڈالی تھی آج میں ایمان بالغیب کے متعلق یا یوں کہو کہ میں ایمان بالغیب کے ایک پہلو کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں قرآن کریم میں بڑی تاکید سے فرمایا گیا ہے کہ غیب پر ایمان لاؤ۔ غیب اپنے معنی کی وسعت کے لحاظ سے اسکی application (ایپلیکیشن) یعنی جہاں جہاں اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے اس کے لحاظ سے بڑا وسیع ہے اور نسبتی بھی ہے فرد فرد کے لئے اور ایک عام انسان کے لئے بھی ہے ہر انسان

کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ مستقبل کا علم نہیں رکھتا۔ پس وہ مستقبل بنی نوع انسان کے لئے غیب ہے یعنی جو بھی مستقبل ہے وہ غیب ہے ماضی کے دھندلکے بڑھتے بڑھتے بعض دفعہ اس قسم کا اندھیرا پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ چیز غیب بن جاتی ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کے حالات، اُن کا زمانہ، ان کی مشکلات، ان کی تکالیف، ان کی کوششیں اور جدوجہد اور ان کی کوششوں پر جو ثواب مترتب ہوئے ان کی تفصیل ہے لیکن ہمیں ان کا علم نہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلة:۲۲) میرے رسول ہمیشہ غالب آتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو خواہ کسی قسم کی مشکلات سے واسطہ پڑا ہو آپ غالب ضرور آئے لیکن کیسے غالب آئے یہ ہمارے لئے غیب ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب کرنے کے لئے کیا سامان پیدا کئے؟ انہیں کس طرح اپنی بعض نعمتوں اور اپنے پیار سے نوازا اس کے متعلق تفصیل کا ہمیں علم نہیں ہے لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے۔ کہتے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے ہیں اور ان میں سے چند ایک کے علاوہ باقی کے تو ہمیں نام کا بھی پتہ نہیں البتہ ہمیں اتنا پتہ ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر:۲۵) مگر اس کا بڑا حصہ ماضی سے تعلق رکھتا ہے آئندہ کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے یعنی دنیا میں اور جگہ بھی آبادیاں ہیں وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟ اس کا کسی کو پتہ نہیں ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ ہر امّت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ڈرانے والا مبعوث ہوا اور اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ وہی غالب ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو وعدہ ان کے لئے غیب تھا یعنی جو بشارتیں ان کو ملی تھیں اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھیں یا کامل طور پر ابھی پوری نہیں ہوئی تھیں اس کے اوپر ایمان رکھتے تھے اور جو ایمان رکھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوئے۔

غیب حال کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے مثلاً امریکہ کی کیا حالت ہے؟ اس وقت روس کی کیا حالت ہے؟ آج ان کے مفکرین دنیا میں تباہی مچانے اور دنیا کی آپس کی حقارتوں کو اور بھی زیادہ شدید بنانے کیلئے کیا سوچ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ ہمیں کچھ پتہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے بعض کے متعلق ان کو بھی پتہ نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یعنی انسان کی اپنی کوشش کا جو

نتیجہ ہے وہ اس کے لئے غیب ہے اور ان اقوام کی جو کوششیں ہیں وہ ہمارے لئے غیب اور ان کوششوں کا نتیجہ ان کے لئے غیب ہے روس سوچ رہا ہے (اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے جیسا کہ اس نے اعلان کیا تھا) کہ میں زمین سے اللہ کے نام اور آسمان سے اس کے وجود کو مٹادوں گا لیکن جو غیب کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے وہ یہ ہے کہ ’’میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں‘‘۔(تذکرہ ایڈیشن چہارم ۶۹۱) وہ سوچ کچھ رہے ہونگے اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی اور چیز ہے وہ سمجھتے ہونگے کہ ہماری اتنی بڑی طاقت ہے کہ دنیا کی دو بڑی طاقتوں میں ہم شمار ہوتے ہیں۔ سارے منصوبے ضرور کامیاب ہونگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو مرضی سوچتے رہو۔ اپنی جتنی طاقت سمجھو میرے مقابلے میں تمہاری کوئی طاقت نہیں۔ ہوگا وہی جس کا میں ارادہ کرونگا اور جو میں تمہیں غیب کے متعلق بتاتا ہوں وہ پورا ہوگا تمہاری تمام کوششیں ناکام ہوجائیں گی نہ تم آسمان سے خدا کے وجود کو مٹا سکو گے نہ اللہ کے نیک بندوں کے دل سے اس کے نام اور پیار اور محبت اور عشق کو مٹا سکو گے اور احمدیت کے ذریعے تمہاری قوم کے دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے جائیں گے اور ایک دو کے نہیں جیسا کہ کمیونسٹ ملکوں میں واقع ہو چکا ہے وہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہورہی ہیں غرض اتنی کثرت سے جیتے جائیں گے کہ اگر تمہارے ملک کے ریت کے ذروں کو شمار نہیں کیا جاسکتا تو اسی طرح احمدی مسلمانوں کو بھی شمار نہیں کیا جاسکے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری بڑی بھاری اکثریت تمہارے دعووں کے ہوتے ہوئے اور تمہاری کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کو پہچانے گی اس کی معرفت حاصل کرے گی اور اس کے فضلوں کی وارث بنے گی ہمارے لئے یہ آئندہ کے متعلق غیب ہے اور جس طرح ہمیں یہ یقین ہے کہ اس وقت سورج چمک رہا ہے اور دن ہے جس طرح ماں اور باپ کو یہ یقین ہے کہ ان کے ایک دو تین چار یا جتنے بھی خدا نے بچے دیئے ہیں اور زندہ ہیں مرے ہوئے نہیں ہیں جس طرح خاوند کو یہ یقین ہے کہ اس کی ایک بیوی بھی ہے اور جس طرح بیوی اس یقین پر قائم ہوتی ہے کہ اس کا ایک خاوند بھی ہے ہر ایک احمدی کو اس سے بھی زیادہ یقین پر قائم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو غیب کے متعلق وعدے کئے ہیں وہ انشاء اللہ ضرور پورے ہونگے ساری دنیا کی

طاقتیں مل کر بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے میں روک نہیں بن سکتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں صرف یہ نہیں فرمایا کہ اپنے ایمانوں کو پختہ کرو الٰہی بشارتوں کے متعلق یہ یقین رکھو کہ وہ پوری ہونگی کیونکہ آسمان اور زمین کے خدا نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا ہے بلکہ آپ کے دل میں الٰہی وعدوں پر بھی نہایت پختہ یقین تھا اور آپ اپنی جماعت میں بھی اسی یقین کو پختہ کرنا چاہتے تھے صرف یہ نہیں کہا کہ دشمن ایذا دہی کرتا ہے گندہ ذہنی سے کام لیتا ہے کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے ہلاکت کے منصوبے بناتا ہے لیکن کامیاب نہیں ہوگا بلکہ مخالف کو مخاطب کر کے یہ بھی کہا کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ مرے خلاف زور لگاؤ اور اتنا زور لگاؤ کہ اس سے زیادہ تمہاری طاقت میں نہ ہو اور پھر دیکھو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ نتیجہ وہی نکلے گا جو میرے خدا نے مجھے بتایا ہے وہ نتیجہ نہیں نکلے گا جو تمہارے منصوبے تمہارے دل میں خواہش پیدا کریں گے۔

پس غیب کا تعلق مستقبل سے بھی ہے اور اس وقت اسی کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں مستقبل کے متعلق جو غیب ہے وہ پھر ہزاروں شاخوں میں آگے بٹا ہوا اور تقسیم ہے لیکن مستقبل کے جس غیب کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے وہ وہ غیب ہے جو بشارتوں کے رنگ میں ہمیں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی وعدہ کو دہرایا ہے نئے وعدے نہیں اصل وعدے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہم تک پہنچائے گئے ہیں لیکن نئے حالات میں جن نئی شکلوں میں انہوں نے ظاہر ہونا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں بتائے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (اٰل عمران: ۱۴۰) ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو گے غالب آؤ گے۔ ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کرو گے ملعون قومیں بھی تم پر غالب آجایا کریں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کریم کا یہی وعدہ دیا گیا ہے لیکن اس بشارت کے ساتھ کہ وہاں جو شرط لگائی تھی یعنی ”اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ“ کی۔ جماعت احمدیہ کا بڑا حصہ اس شرط کو پورا کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرمایا گیا کہ شرط نہیں میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تمہاری جماعت ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے گی اور میری بشارتوں کی وارث ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلٰی اللہ ہم کو غالب کرے گا اور ہم پر کوئی غالب نہیں آئے گا قرآن کریم کی شرط تو نہیں مٹائی جاسکتی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کی شرط پوری ہورہی تھی مگر پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مسلمانوں نے اس شرط کو پورا نہیں کیا اور وہ بشارتوں کے وارث نہیں بنے۔

اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا کہ تمہیں جو جماعت دی جارہی ہے وہ اس شرط کو پورا کرنے والی ہے اس واسطے یہ اعلان کردو کہ اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا ولا نُعْلٰی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غالب کرے گا اور دنیا کی کوئی طاقت ہم پر غالب نہیں آسکے گی۔ خدا کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ یعنی جماعت احمدیہ کی اکثریت ویسے الٰہی سلسلوں میں کمزور ایمان والے بھی ہوتے ہیں اور منافق بھی ہوتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی اکثریت اس شرط کو پورا کرنے والی ہوگی اور دنیا میں یہ اعلان کرنے والی ہوگی۔ ''اَللّٰہُ یُعْلِیْنَا وَلَا نُعْلٰی'' اللہ تعالیٰ ہمیں غالب کرے گا اور ہم پر کوئی غالب نہیں آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو اس قدر بشارتیں دی ہیں آپ نے جماعت کی ترقیات کا اس دھڑلے کے ساتھ اعلان کیا ہے آپ نے ان منافقوں اور کمزور ایمان والوں کو بھی ڈرایا ہے لیکن بحیثیت جماعت کے آپ نے جماعت کو یہ تسلی بھی دی ہے کہ عاجزانہ راہوں کو تم اختیار کرتے جانا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے تم وارث ہوتے چلے جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ آپ اور آپ کے نائبین اور خلفاء جماعت کی اس رنگ میں تربیت کرنے کے قابل ہونگے کہ جماعت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ شرط کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑے ابتدائی زمانہ میں سے بشارتیں ملی تھیں آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اکیلا تھا اور کوئی شخص میرے سلسلہ بیعت میں ابھی داخل نہیں ہوا تھا گو یہ صحیح ہے کہ میرے ساتھ چند دوست تھے لیکن بیعت ابھی کسی نے نہیں کی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے کہا تھا میں تجھے کامیاب کروں گا اور دشمن تیرے اوپر غالب نہیں آسکے گا اور اس وقت

جب میرے ساتھ کوئی نہیں تھا اور بڑے بڑے علماء ظاہر نے اکٹھے ہو کر سر جوڑا اور ہلاکت کا ایک یہ منصوبہ بھی تیار کیا کہ دو سو چوٹی کے علماء ظاہر کے دستخطوں سے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور اس تکفیر بازی کے نعروں میں پہلے احمدی نے بیعت کی۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ جب میرے خلاف یہ شور بلند ہوا اس وقت تک بیعت کسی نے نہیں کی ہوئی تھی پس کفر کا فتویٰ اور تکفیر کا نعرہ پہلے لگا اور وہ پہلا شخص بعد میں ہوا جس نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے اس کی رحمتوں کے چشموں سے جسمانی اور روحانی سیری حاصل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے مجھے ہلاک کرنے کی سکیمیں تیار کی گئیں عوام کو میرے خلاف بھڑکایا گیا اور اعلان کیا گیا کہ جو شخص مجھے قتل کرے گا وہ بڑے ثواب کا مستحق ہوگا وغیرہ غرض سارے جتن کئے ہر قسم کی تدبیر کرنی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان نعروں کے درمیان وہ اکیلا اِک سے ہزار نہیں بلکہ اِک سے کروڑ ہونے تک پہنچ گیا۔

یہ ہمارا پس منظر ہے نئے نعرے، نئے فتوے، نئے بازارِ تکفیر سجانے سے ہمیں کون ڈرا سکتا ہے؟ ہم نے اپنے بزرگوں کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوؤں کو مشاہدہ کیا اور ہم نے اپنی عاجزانہ زندگیوں میں بھی اس کی قدرت کے جلوؤں کا نظارہ کیا دنیا کی کوئی دھمکی دنیا کا کوئی شور، دنیا کا کوئی منصوبہ، دنیا کی کوئی چالاکی ہمیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور اسکے اظہار میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ جہاں تک دنیوی سہاروں کا تعلق ہے ہم بے سہارا ہیں اور ہمارے پاس کوئی سہارا نہیں ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں اور وہی ہمارا سہارا ہے اور اس سے بہتر نہ کوئی سہارا ہے نہ کسی سہارے کی ہمیں ضرورت ہے۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا واحد سہارا ہے۔

ابھی چند دن ہوئے ایک سیاست دان میرے پاس ایبٹ آباد میں آئے ان کے لیڈر نے اعلان کیا تھا کہ احمدی تو کافر ہیں (گو انہوں نے لفظ کافر تو استعمال نہیں کیا تھا مگر کہا کہ یہ ہماری طرح کے مسلمان نہیں ہیں) یہ نہ کبھی ہماری پارٹی میں داخل ہوئے نہ اس وقت شامل ہیں اور نہ آئندہ ہو سکتے ہیں نہ کبھی شامل ہوئے اور نہ اس وقت ہیں۔ یہ تو ایک جھوٹ تھا جو اسی وقت ان پر کھل گیا کیونکہ بعض احمدی دوست جو سیاسی لحاظ سے ان کے ساتھی تھے وہ کھڑے ہوگئے اور اس

سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کہہ دیا ہم تو ۱۹۵۱ء سے آپ کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور آپ کو پتہ ہے ہم قادیانی ہیں (یہی لفظ اس نے استعمال کیا تھا) چنانچہ وہ بڑا شرمندہ ہوا اور پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگ گیا لیکن وہ علیحدہ بات ہے یہ دوست جو مجھ سے ملنے آئے تھے ان سے میں نے کہا کہ تمہارے لیڈر نے کہا ہے کہ کوئی احمدی میری پارٹی کا ممبر نہیں ہے اور تم آ گئے ہو میرے پاس ووٹ لینے میں وہ بے غیرت احمدی کہاں سے تلاش کروں گا جو تمہارے اس لیڈر کے اعلان کرنے کے بعد تمہیں آ کر ووٹ دے دیں گے اور میں نے اسے بتایا کہ مجھے کسی احمدی کو کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اسے یہ پتہ لگنا چاہئے کہ تمہارے لیڈر نے یہ کہا ہے پھر وہ آپ ہی فیصلہ کر لے گا اور اس کا فیصلہ یہی ہوگا کیونکہ کوئی احمدی بے غیرت نہیں ہوتا۔

میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے احمدیوں کے کافر ہونے کا اعلان کر دیا پتہ نہیں احمدیوں کو کیا ہو جائے گا کیونکہ احمدی بے سہارا ہیں ان کے ساتھ جیسا مرضی سلوک کر لو میں نے کہا یہ درست ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو اور ہم بھی یہ سمجھتے ہیں اور اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ کوئی دنیوی سہارا ہمارے پاس نہیں ہے ہم نے زید یا بکر کا دامن نہیں پکڑا ہوا، ہم نے دولت کو بت نہیں بنایا، نہ کثرت کی ہم پرستش کرتے ہیں، نہ طاقت ہمارے سامنے کسی دیو یا شیطان کی شکل میں آتی ہے، ہمارے پاس طاقت نہیں ہے، ہمارے پاس دولت نہیں ہے، ہمارے پاس سیاسی اقتدار نہیں ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ دنیا دار دنیا کے جن سہاروں کو سہارا سمجھتا ہے ہمارے پاس کوئی بھی ایسا سہارا نہیں یہ ایک حقیقت ہے اس کا ہم انکار نہیں کریں گے علی الاعلان اس کا اظہار کریں گے لیکن یہ یاد رکھو کہ وہ جو سب سہاروں سے زیادہ افضل اور زیادہ قابل بھروسہ اور جس پر زیادہ توکّل کیا جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کا سہارا ہمیں حاصل ہے اس واسطے کسی اور سہارے کی ہمیں ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

چونکہ انسانی زندگی (فرد کی زندگی نہیں میں کہہ رہا) میں بڑوں کے بعد چھوٹے ابھر رہے ہوتے ہیں ان میں اکثر وہ ہوتے ہیں جنہیں اپنی پہلی تاریخ کا علم نہیں ہوتا اس واسطے اگر کوئی ذرا سی بھی آواز بلند ہو تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ محمد حسین بٹالوی اور نذیر حسین دہلوی سے بھی زیادہ بلند آواز ہے حالانکہ اگر آج بھی آپ ان لوگوں کے علماء ظاہر سے جا کر پوچھیں کہ آپ نے ان جیسے عالم

پیدا کئے تو اغلباً وہ بھی جن میں تھوڑی بہت دیانتداری ہے وہ کہیں گے کہ نہیں وہ ہم سے زیادہ بڑے عالم تھے۔ پس جو اس زمانے کے تمہارے نزدیک سب سے بڑے عالم تھے ان کے کفر کے فتویٰ نے سوائے اس کے جو عورت کپڑا سی رہی ہو اسکے ہاتھ میں کبھی سوئی چبھ جاتی ہے یا مرد اپنے کاغذ کو پِن لگائے تو ذرا چبھ جاتا ہے جسے انگریزی میں پن پرکنگ کہتے ہیں اس سے زیادہ ہمیں کوئی تکلیف یا نقصان نہیں دیا۔

سُوئی بھی چبھی، پن بھی چُبھا تمہارے شور سے ہمارے دل دکھے ضرور کیونکہ یہ ایک طبعی چیز تھی یہ ایک اور مسئلہ ہے لیکن اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اسلئے وہ میں بیان کر رہا ہوں جب اس قسم کی کوئی گندی گالی دی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے تو ہمارے جذبات ہیں یہ انسانی فطرت کا ایک حصہ ہیں بڑا سخت دکھ ہوتا ہے بعض دفعہ وہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے لیکن ہم اسے برداشت کرتے ہیں۔

پس جہاں تک فطرت کا تقاضا ہے فطرت کا تقاضا پورا ہوتا ہے ہمیں بڑا سخت دکھ پہنچتا ہے لیکن جہاں تک اس دکھ اور ایذا دہی کے ردِّعمل کا تقاضا ہے اس میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت چلنا پڑتا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ حکم دیا ہے کہ ’’گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو‘‘ اس واسطے جو کوئی کفر کا فتویٰ لگاتا ہے ہم اس کے لئے اور بھی زیادہ دعائیں شروع کر دیتے ہیں، ہمیں جس سے تکلیف پہنچتی ہے ہم اس کے لئے راحت اور مسرت کے لئے دعائیں کرنی شروع کر دیتے ہیں مثلاً ایک شخص آج یا آج سے اسّی سال پہلے یا آنے والی کل (یہ تو چلے گا سلسلہ) کفر کا فتویٰ دیتا ہے تو اگر آپ سوچیں اور میں نے سوچا ہے اور جو میں بیان کروں گا اسی کو حقیقت پایا۔ آپ بھی سوچیں تو آپ کو بھی یہی حقیقت سمجھ آئے گی کہ سب سے سخت سزا جو ہم ایسے کافر کہنے والوں کو دے سکتے ہیں وہ وہ سزا ہے جو ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو ملی تھی۔ آپ ان کے لئے دعا کریں کہ وہ احمدی ہو جائیں جب وہ احمدی ہو جائیں گے تو ان میں سے ہر ایک کا دل ساری عمر کڑھتا رہے گا کہ میں کتنا احمق تھا کہ ایک وقت میں اس قسم کا فتویٰ دے دیا یا کوئی فیصلہ کر دیا یا اعلان کر دیا۔

پس وہ آپ کو کافر کہیں آپ دعا کریں کہ اُن میں سے ہر ایک مومن ہو جائے۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے یرموک کے موقعہ پر عکرمہ اور ان کے ایسے ہی ساتھیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہمیشہ جنگ کرتے رہے تھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تمہارے چہروں پر ایسے داغ ہیں جو انتہائی قربانی کے بغیر دُھل نہیں سکتے آج موقعہ ہے اپنے خونوں سے اپنے چہروں کے داغ دھو ڈالو۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس قسم کے لوگ جو بعد میں آنے والے تھے اور ساری عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دور کی جنگوں میں آپ کے خلاف لڑتے رہے تھے اس وقت دوسو کے قریب تھے وہ سارے کے سارے دشمن کی فوج میں گھس گئے کیونکہ حضرت خالدؓ بن ولید نے ان سے کہا تھا کہ میں اپنی فوج کو حکم نہیں دونگا تم نمایاں ہو جاؤ اور دشمن کی فوج پر حملہ کردو حالانکہ دشمن کی تعداد بعض مورخین کے نزدیک اڑھائی لاکھ تھی یہ دوسو اپنے چہروں کے داغ دھونے کے لئے اس فوج کے اندر گھس گئے اور اپنے وعدے کو سچا ثابت کر دکھایا سارے کے سارے شہید ہو گئے ان میں سے صرف ایک زخمی ہونے کی حالت میں واپس آئے اور بعد میں انہی زخموں سے وہ بھی فوت ہو گئے ایسے لوگوں کو جو آج اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں میں یہ کہوں گا کہ اگر تمہاری قسمت میں نیکی لکھی ہوئی ہے تو تمہیں خدا کی رضا کی جنت کے حصول کے لئے عکرمہ اور اس کے ساتھیوں جیسی قربانی دینی پڑے گی اور ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں ہمارے دل میں کسی کی دشمنی، کسی کی حقارت اور کسی سے نفرت نہیں ہے اور ہمیں گالیاں دینے والی دنیا، ہمیں کافر کہنے والی دنیا، ہمیں راندہ درگاہ سمجھنے والی دنیا ہماری ہلاکت کے منصوبے بنانے والی دُنیا، ہر قسم کی ایذا پہنچانے کی تیاریاں کرنے والی دنیا کان کھول کر یہ سن لے کہ وہ جو مرضی ہو کرلیں ہمارے دل میں اپنی نفرت اور حقارت پیدا کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہونگے اسلئے کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے دلوں کو محبت اور پیار کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنے کے لئے پیدا کیا ہے اور ہمیں یہ وعدہ دیا ہے کہ ہم اپنی اس مہم کو اور اس کوشش اور اس منصوبے میں اسی کے فضل سے نہ اپنی کسی خوبی کے نتیجہ میں کامیاب ہونگے اور دنیا کی کوئی طاقت ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتی یہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں ملیں اور یہ وہ پیش خبریاں اور بشارتیں اور مسرتیں اور خوش خبریاں ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی باتیں ہیں انہیں سنبھال کر رکھو اور اپنے

صندوقوں میں بند کرلو کہ خدا کی بات ایک دن پوری ہو کر رہے گی اللہ تعالیٰ ہم سے جو اپنی محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے (میں ان کو کہتا ہوں جو ہمیں کافر سمجھتے ہیں کہ) تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

جس دن یہ ایک نیا واقعہ ہوا اور اسکے بعد میرے پاس بیسیوں خطوط آئے اور اسی کے متعلق میں اپنے نوجوانوں کو سمجھانے کے لئے آج میں اس موضوع پر بول رہا ہوں اور اس سے پہلے بھی بولتا رہا ہوں کہ تمہیں کس بات کی فکر ہے؟ تم خدا کی گود میں بیٹھے ہوئے ہو۔ جس دن یہ واقعہ ہوا ہے (یعنی اخبار میں آیا ہے واقعہ تو پہلے ہوا ہوگا) مجھے کچھ پتہ نہیں تھا اس سے دو راتیں پہلے ساری رات بلا مبالغہ اللہ تعالیٰ مجھے دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کی خبریں دیتا رہا اور جماعت احمدیہ کی ترقی کے متعلق بتاتا رہا اور صبح جب میں اٹھا تو میری طبیعت میں جہاں بشاشت تھی وہاں میں کسی ایسے واقعہ کا انتظار بھی کر رہا تھا کیونکہ دو دن پہلے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تسلی دے دی ہوئی تھی۔ غرض قرآن کریم کی آیات دوسرے الفاظ عربی میں اردو میں انگریزی میں اور ساری رات یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس خواب میں یا خواب تو نہیں کہنا چاہئے میری زندگی کا تو یہ پہلا تجربہ تھا لیکن ساری رات اسی طرح ہوتا رہا کچھ دیر کے لئے دماغ غائب ہو جاتا پھر وہ سلسلہ شروع ہو جاتا تھا اور پورا بیدار ہو جاتا تھا۔ میں کسی سے باتیں کر رہا ہوں اور انگریزی میں بول رہا ہوں اور میں تین سلسلوں کے متعلق بات کر رہا ہوں اور وہ فقرے ایسے ہیں کہ انسان خود نہیں بنا سکتا یعنی اس حالت میں بھی میرے اوپر وجد کی کیفیت طاری ہے اور سوائے ایک لفظ کے باقی الفاظ یاد نہیں رہے مجھے اس کا دکھ ہے۔ قرآن کریم کی جو آیات ہیں ان کا تو تلاوت کے وقت مجھے پتہ لگ جائے گا اگرچہ میں اس وقت بھولا ہوا ہوں اور وہ آخری پانچ پاروں ہی سے ہیں۔

بہر حال میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ فلاں سلسلہ جو تھا اس کی خصوصیت اور کامیابی کا راز اس چیز میں تھا یہ مجھے یاد نہیں رہا مفہوم اس کا یاد ہے کہ یہ بات میں نے کہی ہے اور اس کے بعد دوسرے سلسلہ کے متعلق میں نے یہ کہا جو فلاں سلسلہ تھا اس کی خصوصیت اور کامیابی کا راز اس چیز میں تھا (یہ پہلے سے مختلف تھی) اور پھر میں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی خصوصیت اور اس کی کامیابی کا

راز ڈسپلن میں ہے یعنی نظم وضبط اور اطاعت۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی خلافت پر ہے اور خلافت جو ہے اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ کسی نے بہت ہی شاندار عمارت بنائی تھی اس نے اس کی بنیادوں کے نیچے چھ چھ انچ ریت ڈالی۔ ریت کے ذرے بڑے کمزور ہوتے ہیں لیکن اس ریت کو کچھ اسطرح باندھا کہ وہ پتھر سے زیادہ مضبوط بنی اور اس ساری تعمیر کا بوجھ اس نے اپنے اوپر اٹھا لیا اسی طرح خلافت جو ہے اسے ریت کے ذرے سمجھ لو کیونکہ حقیقی طور پر خلفائے راشدین کی خلافتوں میں سے ہر خلافت کی نمایاں خصوصیت عاجزی ہے انہوں نے اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا لیکن اللہ تعالیٰ نے الٰہی ریت کے ذروں کو اپنی قدرت کی انگلیوں میں کچھ اس طرح پکڑا کہ وہ ساتویں آسمان تک جانے والی اتنی بلند عمارت کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہو گئے۔

میں خواب میں اسکو کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی خصوصیت اور کامیابی کا راز ڈسپلن میں ہے۔ میں انگریزی میں اس سے بات کر رہا ہوں اور پتہ نہیں بعض دفعہ یاد ہی آجاتا ہے (اگر یاد آجائے تو میں اپنے رب کا بڑا ہی ممنون ہونگا) میں نے بتایا ہے کہ انگریزی کے یہ فقرے اس قسم کے تھے یہ میری اس کیفیت میں بھی ایک اور کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

بہرحال ہمارے ساتھ تو ہمارا رب اسطرح کا پیار کرتا ہے اس کے بعد اگر ساری دنیا کی طاقتیں مثلاً صدر نکسن بھی ہو یا رشیا کا صدر بھی ہو یورپین اقوام کے سربراہ بھی ہوں یا افریقی اقوام کے سربراہ بھی ہوں۔ جزائر کے رہنے والوں کے پرائم منسٹر بھی ہوں سارے مل کر بھی مجھے آکر یہ کہیں کہ ہم نے سر جوڑا اور فیصلہ کیا کہ ہم جماعت احمدیہ کو ہلاک کر دیں گے اور اسے مٹا دیں گے تو کسی ہچکچاہٹ کے بغیر میرا جواب انہیں یہ ہوگا کہ تم افراد کے قتل پر تو قدرت رکھتے ہو چونکہ پہلے الٰہی سلسلوں میں بھی یہی نظر آتا رہا ہے اس لئے تم مجھے مار سکتے ہو لیکن تم احمدیت کو مٹانے کے قابل کبھی نہیں ہو سکتے کیونکہ احمدیت خدا تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی امان میں ہے اور احمدیت کو غالب کرنے کا حکم اور فیصلہ آسمانوں پر ہو چکا ہے اور یہ بھی فیصلہ ہو چکا ہے کہ بتدریج (یعنی تدریج کے مختلف دوروں میں سے گزرتی ہوئی) احمدیت تمام دنیا پر خدمت کے طور پر غالب آئے گی یعنی وہ دنیا کی خادم بن جائے گی۔ غالب آنے کا ہمارا یہ مطلب نہیں کہ ہم دنیا کو ایکسپلائٹ

(exploit) کریں گے جب ہم دنیا پر غالب آنا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دنیا ہمیں ایکسپلائٹ (exploit) کرے گی یعنی ہم سے خدمت لے گی۔ پس ہم خادم کی حیثیت سے دنیا پر غالب آئیں گے حاکم کی حیثیت سے نہیں۔ جس طرح ماں اپنے بیٹے پر حاوی ہوتی ہے اسی طرح یہ جماعت بنی نوع انسان سے ماں سے زیادہ پیار کرنے کے لحاظ سے اس پر حاوی ہوگی وہ اس پیار کو Resist (ریذیسٹ) نہیں کرسکیں گے۔ وہ اس پیار کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے وہ اس پیار کے گھائل ہوجائیں گے وہ اس پیار کے نتیجہ میں جماعت سے چمٹ کر اس میں غائب ہوجائیں گے اور پھر سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جمع ہوجائیں گے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہے گا اس کی حیثیت چوہڑے اور چماروں کی طرح ہوگی۔

یہ وعدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں اور ان وعدوں پر پختہ یقین رکھنا میرا اور آپ کا فرض ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر۔ غیر مطبوعہ)

❁❁❁